مینارۂ قادیانی
کی
حقیقت

(مطبوعہ شمس الاسلام بھیرہ، شمارہ جولائی ۱۹۳۳)

تصنیفِ لطیف

حکیم مولوی عبدالغنی ناظم نقشبندی

(جھوررانوالی، ضلع گجرات)

حالات زندگی :

حکیم مولوی محمد عبدالغنی صاحب ناظم ۱۸۹۲ء میں کنجاہ (ضلع گجرات، پاکستان) کی ایک نواحی بستی جھیو رانوالی میں حافظ محمد عالم صاحب نقشبندی کے ہاں تولد ہوئے۔ بچپن ہی میں سایہ پدری سے محروم ہوگئے تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقے میں ہی حاصل کی اور دھاروالی مڈل اسکول سے مڈل امتحان پاس کیا۔ بعدازاں گجرات، لاہور اور ہندوستان کے مختلف شہروں میں رہ کر کسب فیض کرتے رہے۔

طبیہ کالج دہلی میں رہ کر طب اسلامی کی تکمیل کی اور وطن مالوف کی مراجعت فرمائی۔ حکیم سید فضل شاہ، حکیم فتح محمد اور حکیم دوست محمد ملتانی وغیرہ سے مل کر انجمن خادم الحکمۃ شاہدرہ کے قیام میں اہم کردار ادا کیا مگر مذہبی رجحانات میں شدید اختلاف کے باعث جلد ہی اس سے الگ ہوگئے۔ طبی شغف دور آخر تک جاری رہا۔ آپ کی زیر ادارت رسالہ ''گلدستہ حکمت'' ایک مدت تک داد تحسین وصول کرتا رہا۔

آپ ایک جید عالم دین تھے اور جملہ مکاتب فکر کے علماء آپ کا احترام کرتے تھے۔ آپ نے اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نقشبندی سلسلہ عالیہ سے وابستگی اختیار کی اور حضرت خواجہ مقبول الرسول صاحب نقشبندی للہ شریف ضلع جہلم کے دست مبارک پر بیعت کی۔

رد قادیانیت :

حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب سلیمانی کے ساتھ مل کر تحریک پاکستان بعدازاں تحریک ختم نبوت میں ناقابل فراموش کردار ادا کیا۔ آپ نے قادیانیت کے رد میں ۱۹۳۴ء میں ''الحق المبین'' تحریر فرمائی۔ اس کتاب کے آغاز میں آپ

فرماتے ہیں:

"تجربہ شاہد ہے کہ اکثر سعید روحیں ایسی ہیں جو ناواقفی کی بنا پر مرزائیت کا شکار ہو جاتی ہیں مگر پھر صحیح واقفیت بہم پہنچنے پر دوبارہ صراطِ مستقیم اختیار کرنے کو عار نہیں سمجھتیں اور علی الاعلان صداقت کو قبول کر لیتی ہیں۔ لہٰذا ایسے مضامین کی اشاعت نہایت ضروری ہے جو عام فہم الفاظ میں مرزائیت کے ڈھول کا پول ظاہر کریں۔ ممکن ہے کہ کوئی صاحب خالی الذہن ہو کر خلوص نیت سے مطالعہ کر کے حقیقت کو پالے اور مرزا سے قطع تعلق کر کے سید المرسلین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے دامن میں آکر پناہ لے"۔

اس کے علاوہ رد قادیانیت پر آپ کی مزید دو اور تصانیف **"تناقضات مرزا"** اور **"اعتقادات مرزا"** بھی ہیں جن کا ذکر حکیم صاحب نے اپنی کتاب **"الحق المبین"** میں بھی کیا ہے۔ لیکن اس جلد کے چھپنے تک یہ دونوں تصانیف ادارے کو مہیا نہیں ہو سکیں۔ "الحق المبین" عقیدہ ختم نبوت کی دسویں جلد میں شامل کی گئی ہے۔ عقیدہ ختم نبوت جلد نمبر ۱۳ میں حکیم صاحب کا مختصر رسالہ بنام "منارۂ مسیح کی حقیقت" شامل کی جا رہا ہے۔ آپ کا یہ مضمون شمس الاسلام بھیرہ ۱۹۳۳ء میں شائع ہوا تھا۔

ایک مدت تک محکمہ تعلیم سے بھی وابستہ رہے مگر اس کے ساتھ تحریر و تقریر و تبلیغ کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ رد قادیانیت کے علاوہ آپ کی تالیفات "اعانت الاموات بالدعوات والصدقات" اور "ذکر الصالحین" بھی معروف ہیں اور اپنے اپنے دور میں عوام و خواص میں مقبول رہی ہیں۔ آپ نے ۲۰ مئی ۱۹۶۶ء کو داعی اجل کو لبیک کہا اور اپنے گاؤں میں سپرد خاک ہوئے۔

تحریر: پروفیسر یوسف فاروقی، میرپور آزاد کشمیر۔

مینارہ قادیانی کی حقیقت

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ

اما بعد..... رسالہ ریویو آف ریلیجس قادیان بابت ماہ دسمبر ۱۹۳۲ء میں ص۱ تا ۶۔ ایک مضمون بعنوان ''منارۃ المسیح کی حقیقت'' شائع ہوا ہے۔ عنوان سے تو معلوم ہوتا ہے کہ واقعی منارۃ المسیح کا حال بیان کیا جائے گا۔ لیکن مضمون کے پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ منارۃ قادیانی کا ذکر خیر ہو رہا ہے۔ سچ ہے کہ ''برعکس نہند نام زنگی کافور۔

اس مضمون میں مضمون نگار نے جہاں اپنے حسنِ عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ وہاں ساتھ ہی افتراء پردازی، اور غلط بیانی سے بھی کام لیا ہے۔ جیسا کہ ان لوگوں کی عادت ہے کہ چنانچہ لکھتا ہے۔ کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''مسیح موعود ایک منارہ کا مالک ہوگا''۔

کیوں صاحب! حضرت رسول کریم ﷺ نے کہاں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ مسیح موعود ایک منارہ کا مالک ہوگا یا مسیح آ کر کوئی منارہ بنوائے گا۔ اگر نہیں فرمایا، اور یقیناً نہیں فرمایا تو صاحب مضمون کی افتراء پردازی میں کیا شبہ ہے؟ اور جو کچھ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے اس کے خلاف کہنا غلط بیانی نہیں تو اور کیا ہے؟ حالانکہ افتراء پردازی اور غلط بیانی کی حضور نے سخت ممانعت فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

''عن علی رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لا تکذبوا علی فانہ من کذب علی فلیتبوأ مقعدہ من النار'' ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا! سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے۔ فرماتے تھے کہ مجھ پر جھوٹ نہ بولنا۔ (یعنی میری طرف سے وضعی باتیں بنا کر لوگوں کو نہ سنانا) پس تحقیق وہ جو جھوٹ بولے مجھ پر ضروری ہے

کہ آگ میں داخل ہو جائے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: "**عن سلمة بن الاكوع** رضی اللہ عنہ **قال سمعت رسول الله** ﷺ **يقول من يقل علي ما لم اقل فليتبوا مقعده من النار**" ترجمہ: سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا! سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے جو شخص کہے مجھ پر وہ جو میں نے نہیں کہا (یعنی غلط بات آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کرے) ضروری ہے کہ وہ آگ میں داخل ہو جائے۔ (بخاری شریف، باب العلم) مگر یہ لوگ فرط محبت اور حسن عقیدت کی وجہ سے مجبور و معذور ہیں۔ جو جی میں آئے کہے جاتے ہیں۔ اتباع بغیر البصیرۃ اسی کا نام ہے۔

اس مختصر تمہید کے بعد اب اصل مبحث کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ یہ ایک قدرتی بات ہے کہ ہر آدمی جب کسی مکان یا جگہ کو دیکھتا ہے۔ یا کسی سے اس کا ذکر سنتا ہے تو اس کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے طبعاً اس کے دل میں یہ چند سوال پیدا ہوتے ہیں۔

۱...... یہ مکان کس نے بنایا؟ ۲...... کب بنایا؟

۳...... کیوں بنایا؟ ۴...... کب مکمل ہوا؟

اگر کوئی شخص مکان کو بچشم خود دیکھے تو ان ہی سوالوں پر اکتفا کرتا ہے۔ لیکن اگر خود نہ دیکھے بلکہ کسی کی زبانی سنے تو محل وقوع، شکل و شباہت، اور زیب و زینت کے متعلق بھی سوال کرتا ہے۔ لہٰذا احقر بھی انہی سوالوں کے جواب سے ریویو کے نامہ نگار کی زبانی منارہ کا تعارف کراتا ہے۔ اور اپنی طرف سے ساتھ ساتھ تنقیدی نوٹ بھی لکھتا جائے گا۔ امید ہے کہ ناظرین دلچسپی سے مطالعہ فرمائیں گے۔

منارۂ قادیانی کا محلِ وقوع

''قادیانی نامہ نگار لکھتا ہے کہ'' منارۃ المسیح قادیان خدائے تعالیٰ کے متبرک مقام مسجد اقصیٰ کے عین وسط میں واقع ہے''۔

احقر کہتا ہے کہ جس منارہ کا ذکر حدیث شریف میں ہے وہ دمشق کے مشرق کی طرف واقع ہے جیسا کہ آگے بیان کیا جائے گا۔

منارہ کی ساخت اور شکل و شباہت

نامہ نگار لکھتا ہے کہ منارہ کی ساخت نہایت سادہ ہے۔ صرف قرآن مجید کی چند آیات اور تین پتھر جن پر ان اصحاب کے نام کندہ ہیں۔ جنہوں نے اس کی تعمیر میں حصہ لیا۔ یا ایک تکونی لوح جس پر منارہ کا نام لکھا ہوا ہے اس منارہ کی زیب و زینت کہی جاسکتی ہے۔ منارہ کی ساخت میں رنگ آمیزی بہت کم ہے۔ اور یہ بات اس کو ترکوں کے منارہ سے بہت مشابہت دے دیتی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ ترکی منارا وپر سے مخروط ہوتے چلے جاتے ہیں اور یہ شروع سے آخر تک ایک ہی موٹائی کا ہے۔

احقر کہتا ہے کہ ''اصلی منارۃ المسیح ''ان تمام باتوں سے مبرا ہے۔ نہ اس پر قرآن مجید کی آیات لکھی ہوئی ہیں اور نہ مرزا صاحبان کے نام۔ اس کا رنگ بھی سفید ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

منارہ کس نے بنایا اور کب بنایا

نامہ نگار لکھتا ہے کہ منارۃ المسیح کا سنگِ بنیاد حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی موعود بہ نفسِ نفیس بروز جمعہ ۱۳ مارچ ۱۹۰۳ کو رکھا۔

احقر کہتا ہے کہ وہ منارہ جس کا ذکر حدیثِ شریف میں ہے وہ اس سے بہت

عرصہ پہلے کا بنا ہوا ہے۔ اس کی نسبت حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ "ہمارے زمانہ میں ایک سفید منارہ وہاں (اُردن پہاڑ پر) ۷۴۱ھ میں پایا گیا"۔

(ملاحظہ ہو حاشیہ بالرحمۃ المہداۃ ترجمہ مشکوۃ جلد چہارم ص ۱۱۸ مطبوعہ انوار الاسلام امرتسر)

منارہ کیوں بنایا گیا

"نامہ نگار رقم طراز ہے کہ (اس منارہ کی تعمیر کا) مقصد حضرت رسول کریم ﷺ کی اس پیشگوئی کو پورا کرنا تھا کہ مسیح موعود ایک منارہ کا مالک ہوگا"۔

احقر کہتا ہے کہ نامہ نگار کی یہ تمام تحریر مرزا صاحب کی تکذیب کے لئے کافی ہے۔

الفضل ما شهدت به الاعداء۔ بقول شخصے

کیا لطف جو غیر پر وہ کھولے   جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے

یہ گھر کی شہادت دوسری تمام شہادتوں سے بدرجہ بہتر ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مرزا صاحب نے جب مسیح موعود اور مہدی معہود بننے کا دعویٰ کیا تو مسیح اور مہدی کے متعلق جس قدر احادیث اور پیشگوئیاں تھیں سب کو کھینچ تان کر اپنے پر چسپاں کرنے کی پوری پوری کوشش کی۔ جیسا کہ نامۂ نگار کو بھی اقرار ہے۔

حضرت رسول کریم ﷺ نے حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق ایک پیشگوئی فرمائی تھی۔ جو یہ ہے۔ **بعث الله المسيح بن مريم فينزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق بين مهزودتين واضعا كفيه على اجنحة ملكين** ...... الخ۔ ترجمہ: بھیجے گا اللہ تعالیٰ مسیح بن مریم علیہما السلام کو پس اتریں گے وہ نزدیک منارہ سفید کے مشرقی دمشق کے درانحالیکہ ہوں گے عیسیٰ علیہ السلام درمیان دو کپڑوں زرد رنگ کے۔ رکھے ہوئے ہوں گے دونوں ہتھیلیاں اپنی اوپر بازو دو فرشتوں کے...... الخ۔ (مشکوٰۃ شریف، مترجم جلد ۴، باب علامات

قیامت، وترمذی شریف، مترجم جلد دوم، باب فتنہ دجال)

اسی پیشگوئی کے متعلق نامہ نگار نے لکھا ہے کہ مسیح موعود ایک منارہ کا مالک ہوگا۔ حالانکہ اس پیشگوئی میں ملکیت کا ذکر بھی نہیں ہے۔

یہی وہ پیشگوئی ہے جس کے پورا کرنے کی مرزا جی نے ہر ممکن کوشش کی۔ اور طرح طرح کی تاویلوں سے کام لیا۔

۱..... قادیان کو دمشق سے تعبیر کیا۔ چنانہ ازالۂ اوہام میں لکھا ہے کہ دمشق کا لفظ محض استعارہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ (طبع اول، ص ۶۸، سوم، ص ۲۹) خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ ظاہر کر دیا ہے کہ یہ قصبہ قادیان بسبب اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں بسکونت رکھتے ہیں۔ دمشق سے ایک مناسبت اور مشابہت رکھتا ہے۔ (طبع اول، ص ۷۱، سوم، ص ۳۰) قادیان کی نسبت مجھے الہام ہوا ہے۔ کہ ''**اخرج منه اليزيديون**'' یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں۔ (اول، ص ۷۲، سوم، ص ۳۰) اور یہ بھی مدت سے الہام ہو چکا ہے۔ ''**انا انزلناه قريبا من القاديان وبالحق انزلناه وبالحق نزل وكان وعد الله مفعولا**'' یعنی ہم نے اس کو قادیان کے قریب اتارا ہے۔ اور سچائی کے ساتھ اتارا ہے۔ اور سچائی کے ساتھ اترا۔ اور ایک دن وعدہ اللہ کا پورا ہوتا تھا۔ اس الہام پر نظر کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قادیان میں خدا ئے تعالیٰ کی طرف سے اس عاجز کا ظاہر ہونا الہامی نوشتوں میں بطور پیشگوئی کے پہلے سے لکھا گیا تھا۔ (بلفظہ ازالہ اوہام، طبع اول، ص ۷۳، طبع سوم، ص ۳۰)

۲..... پھر بقول نامہ نگار حضرت رسول کریم ﷺ کی پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے بہ نفس نفیس بروز جمعہ ۱۳ مارچ ۱۹۰۳ء کو منارہ کا سنگِ بنیاد بھی رکھ دیا تا کہ یہ اعتراض نہ ہو کہ قادیان

میں کوئی منارہ نہیں ہے۔

۳۔۔۔۔۔۔اور آخر دو زرد چادروں کی بھی توجیہ ان الفاظ میں کردی ہے کہ

دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ''مسیح آسمان سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی'' تو اس طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی۔ یعنی مراق اور کثرت بول۔ (رسالہ تشحیذ، بابت ماہ جون ۱۹۰۶ء، ص۵۔ اور اخبار بدر، مورخہ ۷ جون ۱۹۰۶ء، ص ۵)

صاحبان! مرزا صاحب کے ان استدلالات، تاویلات، اور توجیہات سے ان کے خوش اعتقاد مرید اور ڈھلمل یقین لوگ تو مطمئن ہو کر مرزا صاحب پر نثار ہو گئے۔ لیکن کامل الایمان اور واثق الاعتقاد لوگوں کو ایسی بودی اور کمزور باتوں سے کب اطمینان ہو سکتا ہے۔ کیونکہ پیشگوئی اور پھر رسول خدا ﷺ کی پیشگوئی ایک ایسا معیار ہے جس سے صادق اور کاذب میں امتیاز ہو سکتا ہے۔ مدعی کاذب تو اپنے اثبات دعویٰ کے لئے پیشگوئی کو عمداً پورا کرتا ہے مگر صادق کے وقت میں پیشگوئی خود بخود پوری ہو جاتی ہے۔

مرزا صاحب مسیح موعود بننے اور مہدی معہود ہونے کے شوق میں دعویٰ تو کر بیٹھے اور پیشگوئیوں اور حدیثوں کو بھی اپنے پر چسپاں کرنے کے لئے بہتیرے ہاتھ پاؤں مارے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ پنجابی مثل کے مطابق ''چور کی داڑھی میں تنکا'' ان کو خود بھی اطمینان نہ تھا کہ میں واقعی مسیح موعود ہوں۔ کیونکہ پیشگوئیوں اور حدیثوں کے الفاظ ان کی تکذیب کر رہے تھے۔ اس لئے خود ہی ازالۂ اوہام میں لکھ دیا کہ:

"ممکن ہے اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں"۔ (ازالہ اوہام طبع اول ص۲۰۰، طبع سوم ص۸۲)

پھر دوسری جگہ اسی کتاب میں لکھتے ہیں:

اور ممکن ہے کہ اول دمشق میں ہی نازل ہو۔ (ازالہ اوہام طبع اول ص۲۹۵ طبع سوم ص۱۲۲)

چونکہ مرزا صاحب کو اپنا دعویٰ چھوڑنا بھی محال تھا۔ اور اپنے پر پورا یقین بھی نہ تھا۔ اس لئے (رسول کریم ﷺ کے فرمان کے خلاف [۱]) اپنے سوا اور بھی بہت سے مسیح آنے کا اعلان کر دیا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

اس عاجز کی طرف سے یہ دعویٰ نہیں کہ مسیحیت کا میرے وجود پر ہی خاتمہ ہے۔ اور آئندہ کوئی مسیح نہیں آئے گا۔ بلکہ میں مانتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آسکتا ہے۔ (ازالہ طبع اول ص۲۹۵ سوم ص۱۲۲)

الغرض مرزا صاحب نے پیشگوئی مذکورہ کا مصداق بننے اور اس کو پورا کرنے کی پوری کوشش کی۔ ۱۔ استعارہ کہہ کر قادیان کو دمشق سے مشابہت دی۔ ۲ دو زرد چادروں کو اپنی دو بیماریوں سے تعبیر کیا۔ اور ۳ اسراف و تبذیر کا خیال نہ کرتے ہوئے منارہ کا سنگِ بنیاد بھی رکھ دیا لیکن سوال یہ ہے کہ؟

---

[۱] حضور ﷺ نے تو ایک ہی مسیح بن مریم کے آنے کی خبر دی ہے۔ مگر مرزا صاحب دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آنے کے قائل ہیں۔ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ واضح رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو متنبہ کیا تھا کہ خبردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کر دے۔ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ میں ہی وہ ہوں۔ اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ (مرقس، باب ۱۳، آیت نمبر ۶، ۷)

۲ اس وقت اگر کوئی تمہیں کہے دیکھو مسیح یہاں یا وہاں ہے یقین نہ لاؤ کیونکہ جھوٹے اور جھوٹے نبی اٹھیں گے اور نشانیاں اور کرامات دکھلائیں گے۔ اگر ہو سکتا تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کرنے پر تم خبردار رہو۔ دیکھو میں نے تمہیں سب کچھ پہلے ہی کہہ دیا ہے۔ (مرقس باب ۱۳، آیت ص ۲۱ تا ۲۳)

کیا مرزا صاحب کی زندگی میں منارہ مکمل ہو گیا تھا؟

اس کے جواب میں نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ ''یہ منارہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی حیات مبارک میں تکمیل نہ پا سکا۔

احقر کہتا ہے کہ چونکہ مرزا صاحب اپنے دعویٰ میں سچے نہ تھے اس لئے خدا تعالیٰ کو منظور نہ تھا کہ ان کی زندگی میں منارہ مکمل ہو۔ پس مرزا صاحب دل کے ارمان دل ہی میں لے کر نہایت یاس اور حرمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

کوئی بھی کام مرزا ترا پورا نہ ہوا   نامرادی میں ہوا ہے ترا آنا، جانا

تمت